

نے عرفات کے میدان میں یہ فرمایا:
ہر گھر والے پر سال میں ایک مرتبہ
قربانی ہے۔“

حبیب بن مخنف اپنے باپ سے روایت کرتے
ہیں کہ انہوں نے نبی ص کو عرفات کے میدان
میں یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ”ہر گھر والے پر ایک
قربانی ماہِ ربیع میں اور ایک قربانی ذوالحجہ میں لازم ہے۔
حضرت حسن رض سے روایت ہے کہ رسول کریم ص نے
قربانی کا حکم دیا۔“

حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ
نبی صلعم نے فرمایا: ”خوش حال آدمی ضرور
قربانی کرے۔“

حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ص نے فرمایا:
”جس نے استطاعت کے باوجود قربانی نہ کی، تو وہ ہماری
مسجدوں کے قریب نہ آئے۔“

ان تمام احادیث کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ ان تمام احادیث کی صحت
مشکوک ہے۔

ان تمام احادیث کی (حجج کے اعتبار سے) کوئی حیثیت نہیں۔
اور پھر ان کے ضعیف ہونے کی تفصیل اس طرح بیان کرتے ہیں:

مخنف کی دونوں احادیث یعنی ابوہریرہ الغامدی کی روایت
سے اور حبیب بن مخنف کی روایت
سے تو یہ دونوں مجہول الحال اور گنہگار قسم کے راوی ہیں۔
حسن رض کی حدیث مرسل ہے۔ اور ابو ہریرہ کی دونوں
احادیث میں ایک راوی عبداللہ بن عیاش ابن عباس
القستانی ہے، جو غیر معتبر ہے۔

ان رسول اللہ صلعم قال بعرفة
ان علی کل اهل بیت فی کل عام
اضحیٰ“ (۲)

۲ - عن حبیب بن مخنف عن ابيه انه
سمع رسول الله صلعم يقول بعرفة:
على كل اهل بيت ان يذبحوا في كل
رجب شاة وفي كل اضحى شاة“ (۳)
۳ - عن الحسن ان رسول الله امر
بالاضحى (۴)

۴ - عن ابن المسيب عن ابي هريرة:
ان رسول الله صلعم قال: ”من وجد
سعة فليضح“ (۵)

۵ - عن ابي هريرة قال: قال رسول
الله صلعم: ”من وجد سعة فلم يضح
فلا يقرب مصلانا“ (۶)

ان تمام احادیث کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ ان تمام احادیث کی صحت
مشکوک ہے۔

وكل هذا ليس بشيء (۷)
اور پھر ان کے ضعیف ہونے کی تفصیل اس طرح بیان کرتے ہیں:

اما حدیث مخنف فعن ابي رملة الغامدي
حبیب بن مخنف و كلاهما مجهول لا يدري
اما حدیث الحسن فرسل و اما حدیث
ابي هريرة فكلها طريقه من رواية
عبد الله بن عياش ابن عباس القستاني
ليس معروفاً بالثقة - (۸)

اس مضمون کی بھی کچھ احادیث پیش کی جاتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے دنوں میں مدینہ شریف میں قربانی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن انہوں کی بات ہے کہ ان احادیث کے آخری حصہ کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث سند احمد میں بڑی تفصیل سے آئی ہے، اور علامہ شوکانی نے بھی نیل الاوطاس میں اسے نقل کیا ہے۔ حدیث کے آخری حصہ کے الفاظ راوی حدیث علی بن حسین کی قربانی سنئے:

”... فمكثنا سنين ليس لرجل من بني هاشم يضحي قدا كفا به الله المثرونة رسول الله صلعم والعزم“ (رواه احمد) (۹)

ہم بنی ہاشم میں کوئی فرد بھی قربانی نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ ہم لوگ نبی صلعم کی قربانی کو سارے بنی ہاشم کے لئے کافی سمجھتے تھے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ قربانی آپ کے لئے تو لازمی تھی لیکن آمت کے لئے نہیں۔

”فمن چیزیں میرے لئے تو لازمی ہیں، لیکن آمت کے لئے نہیں، نماز، چاشت، قربانی اور وتر“ (۱۰)

قربانی دور صحابہ میں

فرمودات نبوی کی عملی تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے یہی وجہ ہے کہ آمت کا سواواً عظیم ان کے عمل کو معیار حق سمجھتا ہے۔ ان کے دور میں بھی قربانی کا دواج اس قدر کم تھا کہ قربانی کے روز گوشت بازار میں فروخت ہوتا تھا۔ حضرت ابن عباس کے بارے میں روایت ہے:

قال عكرمة بن عمار بن عبد الرحمن اشتري بهاله لحما، وقال: من لقيت فقل له هذا الضحية ابن عباس (۱۱)

حضرت ابن عباس سے جب قربانی کے متعلق دریافت کیا گیا تو عکرمة روایت کرتے ہیں کہ مجھے انہوں نے دو دو دم دیکر بازار سے گوشت خریدنے کے لئے بھیجا اور تاکید کی کہ راستے میں ہر ملنے والے سے کہہ دینا کہ میں ہی ابن عباس کی قربانی سے قربانی ہے۔

علامہ ابن حزم نے قربانی کے غیر واجب ہونے پر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے:

قال أبو حنبل: لا يصح عن احد من الصحابة ان الاضحية واجبة، وصرح ان الاضحية ليست واجبة - عن سعيد بن المسيب

قربانی کے غیر واجب ہونے پر صحابہ کا اجماع ہے۔ سعید بن المسيب اور اشعبي سے بھی یہی روایت ہے اور انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ قربانی کی بجائے

در اہم احب الی من ان اضحیٰ (۱۳)

پسندیدہ ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی قربانی کے عوض تقدیرات دینے کو پسندیدہ خیال کرتے تھے۔

عن سوید بن غفلة قال: قال لی بلال:

سوید بن غفلة سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

ماكنت ابالی لوضیحت بدیک ولان

انہیں اس امر کی پروا نہیں ہے کہ وہ قربانی

آخذ الثمن الاضحیة فاتصدت بہ علی

کے لئے مرغ ذبح کریں۔ بلکہ قربانی کی قیمت

مسکین مقتر ذہوا حب الی من

لے کر کسی حاجت مند پر خرچ کر دینا ان کے نزدیک

ان اضحیٰ (۱۳)

قربانی سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

شاید بعض ائمہ نے مؤذن رسول اللہ صلعم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے پرستشوں کی قربانی کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ اور یہ روایت بھی موجود ہے کہ آپ قربانی کے لئے مرغ ہی ذبح کرتے تھے:

وروی عن بلال انه ضحیٰ بدیک (۱۴)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے مرغ کی قربانی دی۔

اب اس بارے میں ائمہ مجتہدین کا مسلک ملاحظہ ہو:

والاضحیة جائزۃ بکل حیوان یوکل لحمہ

ہر جانور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کی قربانی

من ذی ارجح ادطائر؛ کالفرس والابل

جائز ہے چاہے وہ مولیشیوں میں سے ہو یا پرندوں

ولبقر الوحش والدیك وسائر الطیر

میں سے۔ مثلاً گھوڑا، اونٹ، جنگلی گائے، مرغ

والحیوان المحلال اکلہ۔ (۱۵)

اور دو مہرے تمام پرندے اور جانور جن کا کھانا حلال ہے

کبار صحابہ کے متعلق وضاحت سے یہ آتا ہے کہ وہ عمداً صرف اس لئے قربانی نہیں کرتے

تھے کہ کہیں لوگ اسے واجب نہ سمجھ لیں۔ امام شافعی جو قربانی کے واجب ہونے کو تسلیم نہیں

کرتے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے عمل کو اپنے مسلک کی تائید میں بطور پیش کرتے ہیں۔

قد بلغنا ان ابابکر وعمر رضی اللہ عنہما کانا

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث

لا یضحیان کراھیة ان یقتدی بہما لیظن

سے قربانی نہیں کرتے تھے کہ کہیں لوگ ان کی پیروی

من راہا انہا واجبة (۱۶)

میں اسے واجب نہ سمجھ لیں۔

علامہ شوکانی نے بھی بیہقی کی روایت سے یہی روایت نیل الاوطار میں نقل کی ہے۔

علامہ ابن حزم نے یہ روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

عن ابن سیرجۃ حدیثیۃ بن اسید الغفاری
قال: لقد رأیت ابا بکر وعمر ما یضحیان کراهیۃ
ان یقتدی بھا۔ (۱۷)

حضرت حدیث فرماتے ہیں کہ میں نے کئی مرتبہ دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ
و حضرت عمرؓ قربانی کو اس خیال کی وجہ سے مکروہ سمجھتے تھے کہ
کہیں لوگ اس کی اقتدا ضروری نہ سمجھ لیں۔

حضرت عمرؓ سے تو یہاں تک منقول ہے کہ وہ حج کے موقع کی قربانی، جس کا ذکر کسی نہ کسی حدیث
سے قرآن مجید میں آیا ہے کو بھی ترک کر دیتے تھے۔

عن ابراہیم قال: کان عمر یحج ولا یضحیٰ وکان
اصحابنا یحبون معہم الورد والذہب
فلا یضحون۔ (۱۸)

ابراہیم سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ حج کرتے تھے،
لیکن قربانی ترک کرتے تھے۔ اس طرح ہمارے بہت سے
رفقاج کے موقع پر باوجود نقدی ہونے کے قربانی نہیں کرتے

ائمہ مجتہدین میں امام مالک رحمہ اللہ کے مسلک کی بنیاد شاید حضرت عمرؓ اور ان دوسرے حضرات
کے عمل پر ہے جبکہ وہ حج کرنے والے کے لئے قربانی کی رخصت دیتے ہیں۔

ورخص مالک للحاج فی ترکھا بمنی (۱۹) امام مالک رحمہ اللہ حج کرنے والے کے لئے قربانی ترک
کر دینے کی رخصت دی۔

اور بھی بہت سے صحابہ کرام ہیں جن کے متعلق وضاحت سے منقول ہے کہ باوجود کثیر مال
کے وہ صرف اس لئے قربانی نہیں کرتے تھے کہ کہیں لوگ اسے واجب سمجھ کر ان کی اقتداء شروع کر دیں۔
حضرت ابومسعود انصاری کے متعلق شمس الاممہ سرخسی لکھتے ہیں۔

وقال ابومسعود الانصاری انہ لیعدو
علی الف شاة ویراح فلا یضحیٰ مخافة
ان یراھا الناس واجبةً (۲۰)

حضرت ابومسعود انصاری نے فرمایا کہ میرے پاس صحیح
شام ایک ہزار بکریاں آتی جاتی تھیں لیکن میں نے اس
خوف سے قربانی نہیں کی کہ کہیں لوگ اسے ضروری نہ سمجھ لیں

علاء بن حزم نے ان کے مزید الفاظ نقل کئے ہیں۔ بلاشبہ مسلمانوں کی سہولت اور آسانی
کے خیال سے میں قربانی ترک کر دیتے کا ارادہ کر چکا ہوں، کیونکہ اندیشہ ہے کہ لوگ کہیں اسے
ضروری نہ سمجھ لیں۔ (۲۱)

شمس الاممہ سرخسی نے جہاں حضرت ابومسعود انصاری کا مسلک بیان کیا ہے اس کے بعد
ایک نہایت ہی وزنی اعتراض نقل کرتے ہیں کہ اگر قربانی واجب ہوتی تو جیسا کہ حالت احرام میں شکار
کرنے کے تاوان میں فدیے کے جانور کا گوشت قربانی کرنے والا غور نہیں کھا سکتا تو اسی طرح قربانی

کا گوشت بھی کھانا جائز نہ ہوتا۔

والدلیل علیہ ان یجمل له التناول منه
واطعام الغنی ولو کان واجبا لم یجمل له
التناول کمافی جزاء الصید (۲۲)

اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا کھانا جائز ہے اور اگر صاحب
قربانی پر قربانی واجب ہوتی تو اسے اس کا کھانا جائز نہ ہوتا
جس طرح ذریعے کے جانور کا گوشت قربانی کرنے والا نہیں کھا سکتا

علامہ شوکانی نے بھی بہت سے بزرگان دین کا یہ مسلک نقل کیا ہے کہ وہ قربانی واجب
نہیں سمجھتے تھے۔ فرماتے ہیں: جمہور کے نزدیک قربانی واجب نہیں۔ امام نووی رح نے کہا کہ ابو بکر صدیق
عمر فاروق رضی حضرت بلال رضی حضرت ابو مسعود رضی سعید بن مسیب، علقمہ، اسود، عطاء، مالک،
احمد، ابویوسف، اسحاق، ابو ثور مزی، ابن المنذر اور امام داؤد وغیر ہم قربانی کو واجب نہیں سمجھتے
تھے۔ بحر میں ہے کہ ابن عباس اور ابن مسعود بھی اسے واجب نہیں سمجھتے تھے۔ (۲۳)

قربانی کی کھالیں

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہمارے ہاں اس مسئلہ سے دلچسپی کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ایک
خاص طبقہ اپنے آپ کو قربانی کی کھالوں کا حقدار سمجھتا ہے۔ معلوم نہیں، یہ خیال کہاں تک صحیح ہے
لیکن جمہور فقہاء قربانی کے سنت ہونے کے قائل ہیں، وہ تو قربانی کی کھالوں کو ذاتی مصرف میں لانے
کو جائز سمجھتے ہیں۔ بعض نے تو ان کے فروخت تک کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ
جو صحابہ قربانی کرتے تھے وہ کھالیں اپنے ذاتی مصرف میں لاتے تھے۔

”وتیخذون منها الاسقیة“ (۲۴) قربانی کی کھالوں کے مشکیزے بنا لیتے تھے۔

امام ابو حنیفہ رح کا بھی قریب قریب یہی مسلک تھا۔

وقال ابو حنیفہ: یجوز بیعہ بغير الدراہم
والدنانیر ای بالعرض وقال عطاء یجوز
بکل شیئ دراہم والدنانیر وغیر ذلک (۲۵)

امام ابو حنیفہ رح صرف سامان ضرورت کے عوض قربانی کی
کھالوں کو بیچنا جائز سمجھتے تھے اور عطاء کے نزدیک تو نقد
رقم کے عوض بھی فروخت کی جا سکتی ہیں۔

علامہ ابن حزم بھی بہت سے ائمہ مجتہدین کا یہی مسلک نقل کرتے ہیں:

رسئل الشعبي عن جلود الاضاحی فقال:
لکن ینال اللہ الخیر منھا ولایمأءھا: ان

امام شعبی سے قربانی کی کھالوں کے متعلق پوچھا گیا تو
انہوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے

شئت فُتِحَ وان شئت فامسك

قربانیوں کا گوشت وغیرہ نہیں پہنچتا اس لئے اگر چاہو تو
قربانی کی کھال فروخت کر دو چاہے اپنے ذاتی استعمال
کے لئے اپنے پاس رکھو۔

ابوالعالیہ سے یہ صحیح روایت ہے کہ قربانی کی کھال
کے بیچنے میں کوئی حرج نہیں اچھی غنیمت ہے کہ گوشت
بھی کھاؤ، قربانی بھی ہو جائے اور اخراجات کا کچھ واپس
بھی مل جائے۔ دوسرے ائمہ کا بھی یہی مسلک ہے لیکن
صرف گھر کی ضروریات کے عوض قربانی کی کھالوں کی
فروخت کو جائز سمجھتے ہیں۔

وصح عن ابی العالیة انه قال : لا باس
ببيع جلود الاضاحی نعم العینمة تاکل اللحم
وتفقی النسك ويرجع اليك بعض
التمن وذهب آخرون الی مثل هذا الا
انهم اجازوا ان یباع به شئی دون
شئی (۲۶)

مضمون ختم کرنے سے پہلے اس حقیقت کو دہرا دینا نامناسب نہ ہوگا کہ بے شک صحابہ کرام
اور ائمہ مجتہدین کا مسلک برحق ہے لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا مسلک بہت ہی ترقی پسندانہ
کہ قربانی کے لئے صرف مرغ کافی ہے اور اگر قربانی کی بجائے اس کی قیمت سے کسی جاہل
ضرورت پوری کر دی جائے تو یہ اس سے بھی زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔

حوالہ جات

- ۱۔ عبدالرحمن الجبریری، الفقه علی المذاہب الاربعہ: جلد: ۱، مطبعہ دارالکتب المصریہ
(۶۱۹۳۶) ص ۵۹۳۔
- ۲، ۳، ۴، ۵، ۶۔ ابن حزم، المحلی: جلد: ۷، ادارۃ الطباعة المنیر (۵۱۳۴۸) ص ۳۵۷،
ص ۳۵۔
- ۷۔ ایضاً ص ۳۵۔
- ۸۔ ایضاً
- ۹۔ محمد بن علی الشوکانی، نیل الاوطار، جلد: ۵، مطبعہ مصطفیٰ العلی (۶۱۹۵۳)، ص ۱۱۔
- ۱۰۔ سید محمود آلوسی، تفسیر روح المعانی، جلد: ۳۰، ادارۃ الطباعة المنیر (ت ۲۲۷) ص ۲۲۷۔

- ١١ - ابن رشد، بداية المجتهد، جلد اول: مطبعة المحاميه (١٣٢٩هـ)، ص ٣٢٤
- ١٢، ١٣ - المحلى، حواله سابقه ص ٣٥٨
- ١٣ - ايضاً، و"بداية المجتهد" حواله سابقه ص ٣٢٨
- ١٥ - المحلى، حواله سابقه، ص ٣٤٠
- ١٦ - امام شافعي، كتاب الام، جلد ٢، مطبعة امير بولاق (١٣٢١هـ) ص ١٨٩
- ١٤ - المحلى، حواله سابقه ص ٣٥٨
- ١٨ - ايضاً ص ٣٤٥
- ١٩ - بداية المجتهد، حواله سابقه: ص ٣٢٤
- ٢٠ - شمس الدين سرخسي، المبسوط، جلد: ١٢، مطبعة السعادة مصر (ت. ن) ص
- ٢١ - "عن ابى مسعود عقبه بن عمر والبدرى انه قال: لقد هممت ان ادع الاضحيه
وانى لمن اليسر كم مخافة ان يحسب الناس انها حتم واجب" المحلى، حواله سابقه، ص ٣٥٨
- ٢٢ - المبسوط، حواله سابقه
- ٢٣ - "ان الاضحية غير واجبة بل سنة وهم الجمهور، قال النووي: ومن قال بهذا البكر و
عمر وبلال، وابو مسعود البدرى، وسعيد بن المسيب، وعلقمة والاسود وعطاء
ومالك واحمد واليوسف، وأبو ثور والمزني وابن المنذر وداود وغيرهم انتهى.
وحكاية في البحر ايضاً ممن ذكر من الصحابة وعن ابن مسعود وابن عباس
"نيل الاوطار" - حواله سابقه، ص ١١٨
- ٢٤ - جلال الدين سيوطي، تنوير الحوالا، شرح نوط امام مالك، جلد: ١، مطبعة استقامة
(١٩٣٤) ص ٣٢٤
- ٢٥ - بداية المجتهد، حواله سابقه ص ٣٥٥
- ٢٦ - المحلى، حواله سابقه، ص ٣٨٥ - ص ٣٨٦